نماز اخلاص

از جناب مولنا عبداللہ العمادی

إِنَّ صَلَوٰتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔

(۰)

جد مرحوم نے بچپن میں شیخ شرف الدین بخاری کا منظومہ فقہیہ مجھے یاد کرایا تھا جس کی ابتدا نام حق سے تھی، پنجاب کی متعدد مسجدوں کے پیشطاق پر میں نے اس کی یہ بیت ثبت دیکھی:۔

روز محشر کہ جاں گداز بود　　اولیں پرسش نماز بود

یہ مقالہ کہ اسی نماز اور اس کی پرسش سے تعلق رکھتا ہے، علم صدق اس کی تہذیب میں مدتوں تعلل کرتا رہا، حتیٰ کہ عمل صدق کی توفیق نے مہذب فرمایا، و باللہ التوفیق۔

بہ ہر کارے کہ ہمت می گماری　　نصرت از حق جو

کہ بر کنجشک دام افگندم　و　صید ہما کردم

(۱)

اسلام کا بیان پیغمبر اسلام کی زبان سے

اسلام کیا ہے؟ علماء حق نے مختلف حیثیتوں سے اس کی تعریف و تحدید کی ہے، آئیے اس باب میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کریں، سنن ابی داؤد میں طلحہ بن عبداللہ سے روایت ہے:

جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اھل نجد یسمع دوی صوتہ ولا یفقہ ما یقول حتی دنا فاذا ھو یسأل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں نجد کا

عن الاسلام، فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خمس صلوات فی الیوم واللیلۃ
قال ھل علیّ غیرھن، قال لا، الا ان
تطوع، قال وذکر لہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم صیام شھر رمضان قال
ھل علیّ غیرہ قال لا، الا ان تطوع و
ذکر لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الصدقۃ، قال فھل علیّ غیرھا قال لا
الا ان تطوع، فادبر الرجل وھو یقول
واللہ لا ازید علی ھذا ولا انقص
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
افلح ان صدق۔

ایک شخص حاضر ہوا، اس کی آواز کی گونج تو سنائی دیتی
تھی مگر سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہے، قریب آیا تو
اسلام کے متعلق پوچھ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ دن رات میں پانچ
نمازیں ادا کی جائیں، عرض کی ان کے علاوہ کوئی
اور نماز بھی مجھ پر لازم ہوگی؟ فرمایا: نہیں، بجز اس کے
کہ تم خود سے نفل ادا کرو، اس کے بعد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کے روزے یاد دلائے
پھر عرض کی: ان کے سوا کچھ اور روزے بھی ہیں؟
فرمایا: نہیں، بجز اس کے کہ نفل ادا کرو، آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زکوٰۃ یاد دلائی تو پھر عرض
کی: اس کے علاوہ کچھ اور؟ فرمایا: نہیں، بجز اس کے
کہ نفل ادا کرو، آخر وہ شخص یہ کہتا ہوا واپس چلا کہ اللہ کی قسم، میں نہ تو اس پر کچھ بڑھاؤں گا نہ اس میں
کمی کروں گا، اس پر آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سچ کہا تو فلاح پائی۔

اس میں پہلا درجہ صلوٰۃ کا ہے: اور سب اس کے بعد ہیں۔

فرائض کی حفاظت

وعن ابی الدرداء
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خمس من جاء بھن مع ایمان دخل الجنۃ
من حافظ علی الصلوات الخمس علی وضوئھن

ابو درداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جناب الٰہی میں ایمان کے ساتھ جو کوئی ان پانچ کو لے کے
آیا بہشت میں در آیا۔
وہ جس نے نماز پنجگانہ کی حفاظت لازم رکھی وضو میں

وركوعهن وسجودهن ومواقيتهن و	رکوع میں بھی سجدہ میں بھی، اور اوقات صلوٰۃ میں بھی
صيام رمضان، وحج البيت ان استطاع	وہ جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ وہ جس نے استطاعت
اليه سبيلا، واعطى الزكاة طيبة بها	رکھتے ہوئے بیت اللہ کا حج کیا وہ جس نے خوش دلی سے
نفسه، وادى الامانة۔	زکوٰۃ دی۔ وہ جس نے امانت ادا کی۔
قالوا يا ابا الدرداء وما اداء الامانة؟ قال	لوگوں نے ابوالدرداء سے پوچھا کہ اداے امانت سے
الغسل من الجنابة۔	کیا مراد ہے، جواب دیا کہ غسل جنابت

ابوقتادہ بن ربعی سے سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا ہے:۔

حفظ صلوٰۃ

انی فرضت علی امتك خمس	اے پیغمبر میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کی
صلوات وعهدت عندی عهدا انه	ہیں اور عہد کیا ہے کہ جس نے ٹھیک وقت پر ان
من جاء يحافظ عليهن لوقتهن ادخلته	کی حفاظت کی، میں نے اس کو بہشت میں داخل کر لیا
الجنة، ومن لم يحافظ عليهن فلا	لیکن جس نے حفاظت نہ کی تو میری جناب میں اس کے
عهد له عندی۔	لیے کوئی عہد نہیں۔

عبادہ بن صامت کی حدیث میں اس کی زیادہ تشریح ہے، کہتے ہیں:۔

اللہ کا عہد

سمعت رسول الله صلى الله عليه	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے
وسلم يقول خمس الصلوات افترضهن	سنا کہ اللہ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے ان کے
الله عز وجل من احسن وضوءهن	لیے بخوبی وضو کیا، ٹھیک وقت پر نماز پڑھی، پورے
وصلاهن لوقتهن واتم ركوعهن	پورے رکوع لئے اور خشوع کا حق ادا کیا، تو اللہ پر اس کا
وخشوعهن كان له على الله عهد ان يغفر له	عہد ہے کہ اللہ اس کو بخش دے گا۔

معلوم ہوا کہ نماز کی پہلی شرط رجوع الی اللہ و تعدیل ارکان و حفظ اوقات ہے، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

نماز میں کب تاخیر کریں سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یصلی بحضرۃ الطعام ولا وھو یدافعہ الاخبثان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ کھانا آگیا ہو تو نماز شروع نہ کرنی چاہیے اور بول و براز کی حاجت ہو تو پہلے اس سے فراغت کرلینی چاہیے۔

یعنی حضور قلب میں جو موانع حائل ہوسکیں پہلے ان سب سے یکسوئی کرلیجے پھر نماز پڑھیے۔

منافقوں کی نماز جلدی جلدی نماز پڑھنے کی انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو "تلک صلوٰۃ المنافقین" فرمایا ہے (یہ منافقوں کی نماز) تین مرتبہ اسی کی تکرار کی ہے اور پھر فرمایا ہے :-

یجلس احدھم حتی اذا اصفرت الشمس فکانت بین قرنی الشیطان او علی قرنی الشیطان قام فنقر اربعًا لا یذکر اللہ عزوجل فیھا الا قلیلاً۔

ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے، جب آفتاب زرد ہو کے شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان چلا گیا، یا شیطان کے دونوں سینگوں کے اوپر آگیا، تو وہ شخص اٹھا اور چار چونچ ماری جن میں بہت کم اللہ کو یاد کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر نماز عصر کے موقع پر یہ فرمایا تھا۔ راوی کو ٹھیک یاد نہ رہا کہ آنحضرت سلام اللہ علیہ نے غروب کے وقت قریب یہ فرمایا تھا کہ آفتاب شیطان کے دونوں سینگوں کے بیچ میں آگیا، یا یہ ارشاد ہوا تھا کہ دونوں سینگوں کے اوپر آگیا، بہر حال جو کچھ بھی ہو، اس کے متعدد معنے بیان ہوئے ہیں جن میں سے ایک معنی "مرقاۃ الصعود" (شرح سنن ابی داود) سے نقل کرتے ہیں :-

شیطان کے سینگ

وقیل انه تمثیل وتشبیه وذلك ان تاخیر الصلوٰۃ انما هو تسویل الشیطان لهم وتسویفه وذوات القرون انما تعالج الاشیاء وتدفعها بقرونها، فکانهم لما دافعوا الصلوٰۃ واخروها عن اوقاتها بتسویل الشیطان لهم حتی اصفرت الشمس صار ذلك منه بمنزلة ما یعالجه ذوات القرون بقرونها وتدفعه بادونها۔

کہا جاتا ہے کہ شیطان کے سینگ سے تمثیل و تشبیہ مقصود ہے، ظاہر ہے کہ شیطان کے وسوسہ اور دیر کرانے سے نماز میں تاخیر ہوئی اسینگ والے جانوروں کی عادت ہے اپنے سینگوں سے چیزوں کو ہٹاتے اور دفع کرتے ہیں، گویا جن لوگوں نے نماز کو وقت سے ہٹا کے پڑھا اور شیطان کے بہکانے سے اتنی تاخیر کی کہ آفتاب کا رنگ زرد ہو کر قریب بہ غروب آگیا، تو اس کی مثال بمنزلۂ ان سینگ والے چارپایوں کے ہے جن کے سینگ میں کوئی چیز پھنس جائے اور وہ اس کو ہٹا ہٹا کر دفع کرتے ہیں۔

وہ نماز جس میں افراط و تفریط نہ ہو

اسلام نے وسط کے درجہ کو بہترین قرار دیا ہے، عبادت میں کمی تو معیب ہی ہے زیادتی بھی پسندیدہ نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یوم الخندق: حبسونا عن الصلوٰۃ الوسطیٰ الصلوٰۃ العصر ملأ الله بیوتهم وقبورهم نارا۔

غزوہ خندق کے دن کفار سے مقابلہ کی اتنی مشغولیت تھی کہ نماز عصر میں بہت ہی دیر ہو گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں نے ہم کو نماز وسطیٰ نماز عصر سے روک رکھا، اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔

ظاہر ہے کہ یہاں نماز وسطیٰ سے نماز عصر مراد نہیں، نماز عصر آخر وقت میں سہی، ادا تو ہو گئی، ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادرك من العصر رکعۃً قبل ان تغرب الشمس فقد ادرك، ومن ادرك من الفجر رکعۃ قبل ان تطلع الشمس فقد ادرك

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج ڈوبنے سے پہلے جس نے عصر کی ایک رکعت نماز پالی تو اس نے نماز پالی اور سورج نکلنے سے پہلے جس نے فجر کی ایک رکعت نماز پالی تو اس نے نماز پالی۔

یہاں نمازِ وسطیٰ سے ایسی نماز مراد ہے جس کے لیے اتنا کافی وقت ہو کہ پورے خشوع وخضوع وتعدیل سے ادا کی جاسکے۔

اگرچہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نمازِ ظہر ہی کو نمازِ وسطیٰ کہتے تھے اور فرماتے تھے۔

شانِ نزولِ وسطیٰ | کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظہر بالہاجرۃ ولم یکن یصلی صلوٰۃ اشد علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہا فنزلت حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ وقال ان قبلہا صلاتین و بعدہا صلاتین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوالِ آفتاب کے بعد شدید حرارت وتمازت کے وقت ظہر کی نماز ادا فرماتے تھے، صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سے زیادہ سخت اور کوئی نماز نہ تھی، تب یہ آیۃ نازل ہوئی کہ "نمازوں کی اور نمازِ وسطیٰ کی حفاظت کرو" زید بن ثابت نے بیان کیا کہ نمازِ عصر سے قبل بھی دو نمازیں ہیں اور اُس کے بعد بھی دو نمازیں ہیں۔

(چاروں کے بیچ میں پانچویں نماز عصر ہے اور وہی درمیانی نماز یعنی وسطیٰ ہے)۔

محدثین نے تصریح کی ہے کہ یہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا۔ بہرحال یہ بحث اپنے مقام پر آئے گی۔

(۲)

(۲)

ایمان بالغیب کے بعد قرآن کریم کی سب سے پہلی تعلیم اقامت صلاۃ ہے۔ اس سے بحث نہیں کہ صلاۃ کے احکام و اقسام کیا ہیں اور کیوں ہیں؟ پیش نظر صرف وہ خصوصیات ہیں جس پر کلام اللہ وحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بار بار زور دیا گیا ہے۔

اس ذیل میں متعدد امور بحث طلب ہیں:۔

صلاۃ | ادبیات عرب میں صلاۃ کسے کہتے ہیں؟

کلام جاہلیت میں یہ لفظ دعا کے لیے استعمال ہوتا تھا، اعشیٰ کا قول ہے:۔

لھا حارس لا یبرح الدھر بیتھا وان ذبحت صلی علیھا وزمزما

(صلی علیھا یعنی بذلك دعا لھا، اس کے لیے دعا کی)

ایک اور جاہلی شاعر کا شعر ہے:۔

وقابلھا الریح فی دنّھا وصلی علی دنھا وارتسم

یہاں بھی دعا ہی کے معنی ہیں۔

ایک اور قصیدہ میں ہے۔

علیك مثل الذی صلیت فاغتمضی عینًا، فان لجنب المرء مضطجعا

صلاۃ کے دوسرے معنی لزوم کے تھے۔ جاہلیت کی ایک نظم کا یہ شعر مشہور ہے۔

لم اکن من جناتھا علم اللہ وانی بحرھا الیوم صالی

یہاں صالی کے معنی لزوم رکھنے والے کے ہیں۔

کسی شخص کے پیرو کو بھی مصلی کہتے تھے، اور اس پیروی اتباع کا نام صلاۃ تھا اصل میں مصلی کا لفظ گھوڑے کے لیے موضوع تھا جو کسی دوسرے گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلتا ہو بعد کو تخصیص جاتی رہی، معنی میں تعمیم آگئی اور ہر قسم کی پیروی کو صلاۃ اور پیرو کو مصلی کہنے لگے

یہ تو صلاۃ کے عام معنی ہوئے لیکن مشرکین عرب میں صلاۃ کا ایک خاص طریقہ تھا جس کی تشریح قرآن کریم نے کی ہے، سورہ انفال میں ہے۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۔ خانۂ کعبہ کے پاس ان کی نماز کیا تھی؟ تالی بجانی اور سیٹی

فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۔ دینی، تم جو کفر کیا کرتے تھے اب اسکے بدلے عذاب کا مزہ چکھو۔

روایات و آثار سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، ایک روایت میں ہے:-

ماکان صلاتهم التی یزعمون انها یدرءٔ صلاۃ جس کی نسبت مشرکین عرب کا زعم تھا کہ یہی عبادت

بها عنهم الا مکاء وتصدیة ۔[۱] ان پر سے بارگاہ ہٹا دیگی وہ صرف تالیاں اور سیٹیاں بجانا تھی۔

اسلام نے اس غیر مہذب طریقے کی اصلاح کی، اس کو مذموم بتایا، صلاۃ کی ایک خاص ہیئت مقرر کردی ~~اور ایسی مقرر کردی~~ اور ایسی مقرر کردی جو انسان کے اخلاق ملکوتی کا بہترین ذریعہ ہوسکتی ہے۔

یہودیوں اور نصرانیوں میں بھی صلاۃ کا رواج تھا۔ ایرانیوں میں بھی مُغوں، موبدوں اور بادشاہوں کی تعظیم کو "نماز" کہتے تھے، مگر یہ خاص طریق خشوع کہیں نہ تھا۔ اور عبودیت الٰہی کی حقیقت سے کسی کو واقفیت نہ تھی۔ یہ خصوصیت اسلام کی ہے وہ خود صلاۃ کے تذکرہ میں اس پر زور دیتا ہے۔

فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۔ اللہ کو اس طریق پر یاد کرو جس کی خدا نے تمہیں تعلیم دی ہے اور جس سے پہلے تم ناواقف تھے۔

ذکر یعنے اللہ کی یاد سے کلام اللہ میں جا بجا نماز مراد ہے۔

سجدہ | صلاۃ کا جزو اعظم سجدہ ہے، سجدہ جس کے اصلی معنی اہل لغت نے کمال اطاعت و انقیاد اور خضوع کے لکھے ہیں، کلام عرب میں بھی یہی معنی متبادر تھے، ایک مشہور مصرع ہے۔

تَرَى الْأُكْمَ فِيهَا سُجَّدًا لِلْحَوَافِرِ

---

[۱] ۱۲۸ ابوجعفر قال حدثنا ابن حمید قال حدثنا سلمۃ عن ابن اسحق، وماکان صلاتهم عند البیت الا مکاء وتصدیة، قال ماکان صلاتهم الخ

گھوڑے کی سرعت رفتار کا یہ عالم تھا کہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اس کے سموں کی مطیع نظر آتی تھیں۔

قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں، مثلاً۔ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ۔ كُلٌّ لَّهُ يَسْجُدُونَ۔ ونحوہما۔

امام رازی سجدہ کے لغوی و اصطلاحی معانی کی نسبت لکھتے ہیں۔

ان السجود لا شك انه في عرف الشرع	کوئی شک نہیں کہ شریعت میں سجدہ کے معنی زمین پر
عبارة عن وضع الجبهة على الارض	پیشانی رکھنے کے ہیں۔ اس سے ضروری ہے کہ اصل
فوجب ان يكون في اصل اللغة	لغت میں بھی یہی معنی ہوں کیونکہ اصل الاصول یہی ہے
كذلك لان الاصل عدم التغيير (۲۹)	کہ معنی بدل نہ جائیں۔

ہم تسلیم کرتے ہیں مصطلحات میں لغوی معنی کی کچھ نہ کچھ مناسبت ضرور ملحوظ رہنی چاہیے اگر سجدہ کی شرعی اصطلاح میں یہ مناسبت مقصود نہیں ہے، صلاۃ میں جس انداز سے سجدہ کرتے ہیں، اس سے زیادہ فروتنی و تذلل کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے؟ علم اللسان کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اصل لغت کے لحاظ سے اصطلاح میں کیا کچھ تبدیلیاں نہیں ہو جاتی ہیں؟ رکوع کے معنی صرف جھکنے کے تھے، اصطلاح نے ایک خاص قسم کے جھکنے کی تخصیص کر دی۔ صلاۃ صرف دعا کو کہتے تھے، اصطلاح نے ایک مخصوص انداز دعا کا نام صلاۃ رکھ دیا۔ جہاد کا لفظ محض سعی و کوشش کے لیے موضوع تھا، اصطلاح نے اس میں ایک تخصیص سعی کی شان پیدا کر دی وقس علی ہذا القیاس۔ عجیب بات یہ ہے کہ خود امام رازی نے وادخلوا الباب سجدا کی تفسیر میں سجدہ کے معنی تواضع ہی کے لیے ہیں اور فقط اس قدر معذرت کو کافی سمجھا ہے کہ سجدہ کے شرعی معنی یہاں درست نہیں اترتے۔[۱]

---

[۱] رازی تفسیر سورہ یوسف،

(۳)

اقامت صلاۃ | قرآن کریم میں صلاۃ کا لفظ جہاں کہیں آیا ہے۔ اقامت کے صیغوں کے ساتھ آیا ہے۔ عربی میں اقامت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کام کو اس کی تمام و کمال شرائط و حدود کے ساتھ انجام دیا جائے۔ محاورے میں کہتے ہیں:۔ اقام القوم سوقهم، اذا لم يعطلوها عن البيع والشراء۔ ایک شاعر اپنے مخصوص قدیم انداز تفاخر میں شکایت کرتا ہے:۔

اقمنا لاهل العراقين سوق الضراب فخاموا وولوا جميعا

روایات میں ہے۔

اقامة الصلوٰة تمام الركوع والسجود والتلاوة والخشوع والاقبال عليها فيها الخ

اقامت صلاۃ کے معنی رکوع و سجود اور تلاوت و خشوع کے حق کو نہایت کمل طریق پر سبکدوش ہونے اور صلاۃ کی غایت کی جانب اچھی طرح توجہ کرنے کے ہیں

یعنی ایک مسلمان کے لیے صرف اقامت الصلوٰۃ ہی کافی نہیں ہے، صلاۃ کی اغراض و غایات کی تکمیل بھی ضروری ہے۔ قرآن کہیں بھی رسمی صلاۃ ادا کرنے کا حکم نہیں دیتا وہ تکمیل حدود کا خواستگار ہے اور صاف کہہ رہا ہے کہ بغیر اس تکمیل کے صلاۃ صلاۃ ہی نہیں۔

مد شیخ ابو القاسم حسین بن محمد بن المفضل الراغب لکھتے ہیں۔

كل موضع مدح الله تعالى بفعل الصلاة اوحث عليه ذُكر بلفظ الاقامة نحو "والمقيمين الصلاة" و "أقيموا الصلاة" "وأقاموا الصلاة" ولم يقل المصلين الا في المنافقين نحو قوله فويل للمصلين الذين

جہاں کہیں اللہ تعالیٰ نے فعل صلاۃ کی تعریف کی ہے یا اس کی طرف رغبت دلائی ہے وہاں صلاۃ کا ذکر لفظ اقامت کے ساتھ ہے، مثلاً "نماز قائم کرنے والے۔ نماز قائم کرو۔ نماز قائم کی" مُصلّی (نماز پڑھنے والے) صرف منافقوں کو کہا ہے، مثلاً "حیف ان مصلیوں (نمازیوں)

"هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ" و "لَا يَأْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى"

جو اپنی نماز میں بھولتے ہیں۔ نماز پڑھتے بھی ہیں تو سستی دیے دلی کے ساتھ۔

وانما خص لفظ الاقامة تنبيها ان المقصود من فعلها توفية حقوقها وشرائطها لا الاتيان بهيأتها فقط ولهذا روی ان المصلين كثير والمقيمين لها قليل [2]

صلاۃ کے لیے اقامت کا لفظ خاص طور پر اس تنبیہ کے لیے کہ نماز پڑھنے کا مقصود یہ ہے کہ نماز کے حقوق و شروط پورے ہوں، خالی نماز کی شکل مقصود نہیں، اسی لیے روایت ہے کہ "نمازی تو بہت ہیں مگر نماز کے قائم کرنے والے تھوڑے ہیں [2]

(۴)

استعانت بالصبر والصلاۃ قرآن کریم نے اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ کا دو مقام پر حکم دیا ہے، استقلال و شکیبائی اور صلاۃ کے ذریعے مشکلات میں مدد مانگا کرو، یعنی ان چیزوں سے تمہیں اعانت ملیگی، تمہاری مشکلیں آسان ہو جائیں گی۔ مہمات امور میں تمہیں انہی سے رجوع کرنا چاہیے۔

حدیث میں ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا حزبه امر فزع الى الصلاة [3]

جب کوئی مہم پیش آتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ کی جانب رجوع فرماتے ہیں۔

دوسری روایت میں ہے۔

انهما ای الصبر والصلوٰة معونتان على

استقلال اور صلاۃ، یہ دونوں نزول رحمت الہی میں

---

[1] رازی، تفسیر سورہ یوسف [2] المفردات فی غرایب القرآن، طبع میمنیہ مصر۔

[3] ابوجعفر قال حدثنا عثمان بن سعید عن بشر بن عمارۃ عن ابی روق الضحاک عن ابن عباس ویقیمون الصلاۃ، قال اقامۃ الصلاۃ الخ

[4] ابوجعفر قال حدثنی اسمعیل بن موسی الفزاری قال حدثنا الحسین بن رتاق الهمدانی عن ابن جریج عن عکرمہ بن عمار عن محمد بن عبید بن ابی قدامۃ عن عبد العزیز بن الیمان عن حذیفۃ قال الخ

رحمۃ اللہ۔ لہ اعانت کیا کرتے ہیں۔

دوران تلاوت میں اس تاکیدی حکم پر بارہا تمہاری نظر پڑی ہوگی لیکن شاذ ہی کبھی یہ خیال آیا ہو کہ اس کا مدعا کیا ہے؟ صبر کے یہ معنی نہیں ہیں کہ انسان کے پاس ایک چیز تھی، جاتی رہی اور وہ چپ ہو گیا کہ نہیں ہے تو نہ سہی۔

کھو گیا دل کھو گیا، ہوتا تو کیا ہوتا امیر — جانے دو، اک بے وفا جاتا رہا جاتا رہا

صبر سے مراد یہ ہے کہ مافات پر غم اندوہ بے سود ہے، انسان کو ہر مشکل میں مستقل مزاج رہنا چاہیے اور کوشش ہونی چاہیے کہ جو چیز جاتی رہی پھر اس کا نعم البدل مل سکے، اور جب تک بہترین صورت میں تلافی نہ ہو جائے سلسلۂ سعی و تدبیر میں خلل نہ آنے پائے۔ اسی طرح صلاۃ سے بھی صرف ایک رسم کا پورا کر دینا مقصود نہیں ہے بلکہ خدا سے اپنے تعلقات کا تازہ کرنا اور موثرات دنیاوی سے کنارہ کش ہو کر نفس میں ایک اعلیٰ تصور قدسی پیدا کرنا مدنظر ہے۔ ظاہر ہے کہ یہی دونوں چیزیں انسانی زندگی کو کامیاب بنا سکتی ہیں۔ اور یہی کامیابی اسلام کی نظر میں ہے۔

(۵)

مدعائے نماز صلاۃ کی غرض و غایت کیا ہے؟ قرآن کریم نے خود اس کی تشریح کی ہے۔

اتل ما اوحی الیک من الکتاب، واقم الصلوٰۃ، ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر، ولذکر اللہ اکبر، واللہ یعلم ما تصنعون۔

کتاب میں سے تم پر جو وحی اتری ہے اس کو پڑھو اور صلاۃ کو درست طریق پر ادا کرو حقیقت میں صلاۃ تمام بداخلاقیوں اور برائی سے روکتی ہے۔ اور اللہ کی یاد سب سے برتر ہے اللہ تمہاری کاری گری کو خوب جانتا ہے۔

الفحشاء والمنکر فحشاء و المنکر سے کیا مراد ہے؟ اور ان چیزوں سے روکنے کے کیا معنی ہیں؟ اس کی یوں تفسیر کی گئی ہے۔

لہ ابو جعفر قال حدثنا القاسم قال حدثنا الحسین قال حدثنی الحجاج قال ابن جریج واستعینوا بالصبر والصلاۃ قال انہما

الفحشاء ما قبح من العمل كالزنا مثلاً و المنكر ما لا یعرف فی الشریعة ای تمنعه عن معاصی الله وتبعده منها، ومعنی نهیها عن ذلك ان فعلها یکون سبباً للانتهاء عنهما۔ ؎	جو قبیح کام ہوں جیسے حرام کاری۔ ان کو فحشاء کہتے ہیں، اور شرع اسلام نے جس چیز کی اجازت نہ دی ہو وہ منکر ہے، آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی نافرمانیوں سے انسان کو صلاۃ روکتی ہے اور گناہوں سے دور کر دیتی ہے، یعنی صلاۃ کا فعل یہ ہے کہ ان چیزوں سے باز رہنے کا وہ سبب ہوا کرتی ہے۔

یہی سبب ہے کہ ہم نے فحشاء کا ترجمہ بداخلاقی سے کیا ہے کہ لفظ جامع ہے۔

فحشاء و منکر سے روکنے کا طریق کیا ہے؟ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:۔

قال ابو العالیة فی قوله تعالیٰ ان الصلوٰة تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر، قال: ان الصلوٰة فیھا ثلاث خصال، فکل صلاة لا یکون فیھا شیٔ من ھذہ الخصال فلیست صلاة، الاخلاص، والخشیة، وذکر الله، فالاخلاص یامرہ بالمعروف، و الخشیة تنھاہ عن المنکر، وذکر الله القرآن یامرہ وینھاہ (ج ۷، ص ۲۹۶)	صلاۃ فحشاء و منکر سے روکتی ہے اس کی تفسیر میں ابو العالیہ کا قول ہے کہ صلاۃ میں تین خصلتیں ہیں، ان میں سے اگر کوئی خصلت بھی کسی صلاۃ میں نہ ہو تو وہ صلاۃ ہی نہیں ہے۔ وہ خصلتیں یہ ہیں: خلوص، خوف خدا، یاد آلہی؛ خلوص کا فعل یہ ہے کہ وہ مصلی کو نیک کام کا حکم دیتا ہے، خوف خدا اسے بدی سے روکتا ہے، اور یاد آلہی (یعنی قرآن) کا فعل امر و نہی دونوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

فحشاء و منکر سے نہ روکنے والی نماز کس حکم میں ہیں؟ امام رازی نے اس بارہ میں نہایت محققانہ جواب دیا ہے۔

؎ فتح البیان، طبع میری، ج ۷، ص ۱۶۱)

الصلاة الصحيحة شرعاً تنهى عن الامرين مطلقاً، وهى التى اتى بها المكلف لله حتى لو قصد بها الرياء لا تصح صلاته شرعا وتجب عليه الاعادة (ج ۵ ص ۱۶۴)

اصول شریعت کی رو سے جو صلاۃ صحیح کہی جا سکتی ہے وہ ان دونوں امور فحشاء و منکر سے روکتی ہے یہ وہی صلاۃ ہے جو ایک عاقل و بالغ مسلم خدا کے لیے ادا کرے۔ اس باب میں یہاں تک تحدید کر دی گئی ہے کہ اونی صلاۃ سے اگر کسی کا مقصود نمائش و نمود ہو تو وہ صلاۃ شرعاً درست نہ ہوگی، اس کو دوبارہ ادا کرنا چاہیے۔

بدی سے کیا چیز روکتی ہے

بعض مفسرین کے ذوق تدقیق نے اس موقع پر ایک بات یہ بھی پیدا کی ہے کہ صلاۃ انسان کو فحشاء و منکر سے باز تو رکھتی ہے تاہم حقیقت میں یہ فعل صلاۃ کا نہیں ہے آیات قرآنیہ کا ہے جن کی صلاۃ میں تلاوت کی جاتی ہے۔ اور پھر اس کی نسبت طویل بحثیں کی ہیں۔ لیکن ان سب کا حاصل نزاع لفظی اور بحث مالا ینفع سے زیادہ نہیں۔ حافظ ابن جریر نے خوب کہا ہے۔

الصواب عن القول فى ذلك ان الصلوٰة تنهىٰ عن الفحشاء والمنكر كما قال ابن عباس وابن مسعود، فان قال قائل وكيف تنهى الصلوٰة عن الفحشاء والمنكر ان لم يكن معنياً بها ما يتلى فيها؟ قيل تنهىٰ من كان فيها فتحول بينه وبين اتيان الفواحش لان شغله بها يقطعه عن الشغل بالمنكر ولذلك قال ابن مسعود: من لم يطع صلاته لم يزدد من الله الا بعداً وذلك ان طاعته

اس باب میں درست و صحیح قول یہی ہے کہ فحشاء و منکر سے صلاۃ ہی روکتی ہے، ابن عباس و ابن مسعود بھی اسی کے قائل ہیں، لیکن اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر وہ آیتیں مراد نہیں ہیں جو صلاۃ میں پڑھی جاتی ہیں تو پھر صلاۃ فحشاء و منکر سے کیوں کر روک سکتی ہے؟ جواب میں یہ کہا جائے گا کہ صلاۃ میں جو مشغول ہوگا صلاۃ اس کو روکے گی یعنے اس کے اور فحشاء کے مابین یہ صلاۃ حائل ہو جائے گی۔ اس لیے کہ صلاۃ کا شغلہ مصلی کو شغل منکر سے منقطع کر دے گا، ابن مسعود نے اسی بنا پر کہا تھا کہ جس شخص نے اپنی صلاۃ کی اطاعت نہ کی

لها من دجر عن الفحشاء والمنکر... من اتی فاحشة او عصی الله بما یفسد صلاته فلا شك انه لا صلاة له (ج ۲، ص ۹۲)

اسے بجز اس کے اور کوئی نفع نہ ہوا کہ جناب الٰہی سے اس کی جدائی اور بڑھ گئی، اور جو کچھ تقرب تھا اس میں کمی آگئی۔ سبب یہ ہے کہ صلاۃ کی اطاعت کرنے کے معنی ہی یہ ہیں کہ صلاۃ اس طرح ادا کی جائے کہ جتنے ارکان، حدود، شرائط اور لوازم صلوٰۃ ہیں، سب کے سب ادا ہو جائیں۔ جب یہ حالت ہوگی اور اس طرح صلاۃ کی اطاعت کی جائے گی تو اس اطاعت میں لامحالہ فحشاء و منکر سے باز رہنے اور باز رکھنے کی خصوصیت ہوگی ..... اب اگر کسی نے فحشاء کا ارتکاب کیا یا خدا کی کوئی ایسی نافرمانی کی جس سے صلاۃ میں خلل آتا ہو تو اس کی صلاۃ بے شبہ صلاۃ نہ ہوگی۔

(۶)

حقیقت الصلوٰۃ

نماز کیا ہے؟ خدا کے ساتھ تعلقات بندگی کو تازہ کرنا اور قوائے بہیمیہ کے خلاف اپنے قوائے ملکوتیہ کو قوی رکھنے کی سعی ہے۔

دنیا کی جھوٹی ہستیاں جو اپنی شان و شوکت و جبروت و جلالت سے دلوں پر ایک طرح کے رعب کا نقش بٹھاتی ہیں، ان سے تبرّی و استغفار کر کے صفحۂ قلب سے نقش باطل کو دھو ڈالنا اور انسانی زندگی کو روحانی و مادی دونوں حیثیتوں سے بہترین نمونہ سعادت بنانے کے لیے حسن توفیق کا طلبگار ہونا، صلوٰۃ بندے کے لیے اللہ کی ایک معیت اور صحبت ہے۔ اگر اس کے تعلق کو صحبت و معیت کے لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے یہ معیت اول سے آخر تک قائم رہتی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں صرف اللہ ہے اور اللہ کی یاد ہے۔ بندے اور اللہ کے مابین کوئی چیز حائل نہیں ہوتی:۔

ان الصلوٰة اولها لفظة الله وآخرها لفظة الله فی قوله اشهد ان لا اله

نماز کی ابتداء "اشهد ان لا اله الا الله" پر اور انتہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر ہوتی ہے، یعنی اول میں بھی

الا اللہ لیعلم المصلی انہ من اول الصلوٰۃ الی اٰخرھا مع اللہ۔	اللہ ہی کا لفظ ہے اور آخر میں بھی۔ یہ اس لیے ہے کہ نمازی کو معلوم ہو جائے کہ نماز میں اول سے آخر تک وہ اللہ ہی کے ساتھ ہے۔
فان قال قائل: فقد بقی من الصلوٰۃ قولہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ والصلوٰۃ علی الرسول و التسلیم فنقول ھذہ الاشیاء دخلت لمعنی خارج عن ذات الصلوٰۃ، و ذٰلک لان الصلوٰۃ ذکر اللہ لا غیر، لکن العبد اذا وصل بالصلوٰۃ الی اللہ وحصل مع اللہ لایقع فی قلبہ انہ استقل و استبد و استغنی عن الرسول (تفسیر کبیر ج ۵، ص ۱۶۵)	اگر یہ اعتراض ہو کہ نماز میں اشھد ان محمداً رسول اللہ، اور اللّٰھم صلی علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم بھی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چیزیں اصل نماز کے معنی سے خارج ہیں۔ یہ ایک اوپری بات کے لیے داخل ہو گئی ہیں۔ سبب یہ ہے کہ نماز صرف اللہ کی یاد کا نام ہے اس کے علاوہ اور کوئی کچھ نہیں لیکن نماز کے ذریعہ بندہ جب اللہ تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ کی قربت اسے حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے دل میں یہ خطرہ نہ آنا چاہیے کہ رسول کی ہدایت سے میں

آزاد ہو گیا، مستبد بن بیٹھا، اب میں تعلیمات رسالت سے بالکل ہی بے نیاز و مستغنی ہو گیا ہوں،۔

اعوذ برب الناس من ھذا الوسواس الخناس۔

———(۷)———

ثمرات صلاۃ | صلاۃ کی مواظبت سے کیا بات حاصل ہوتی ہے؟ حدیث میں ہے۔

جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: ان فلاناً یصلی باللیل فاذا اصبح سرق، فقال: تقسمہ لملول۔	ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی کہ فلاں شخص رات کو صلاۃ میں مشغول رہتا ہے اور جب تڑکا ہوتا ہے تو چوری کرتا ہے، آنحضرت

علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس چیز کو تم کہہ رہے ہو یعنی ادائے صلوٰۃ، یہی چیز اس کو اس حرکت سے روک دے گی۔

یہ بات کیوں کر حاصل ہوتی ہے اور اس کا سبب کیا ہے؟ احادیث میں اس کی جو حقیقت مذکور ہے اور آثار و اخبار سے اس موضوع پر جو روشنی پڑتی ہے! اس کا اقتباس یہ ہے۔

فی الصلاۃ منتھی و مزدجر عن معاصی اللہ۔	صلاۃ میں اللہ کی نافرمانیوں سے باز رکھنے اور روکنے کی صفت ہے۔
من لم تنھہ صلاتہ عن الفحشاء والمنکر لم یزدد بصلاتہ من اللہ الا بعداً۔	جس شخص کو اس کی صلاۃ نے بے حیائی اور برائی سے نہ روکا وہ صلاۃ ادا کر کے اللہ سے اور بھی دور ہو گیا۔
قیل لابن مسعود: ان فلاناً کثیر الصلاۃ قال: فانھا لا تنفع الا من اطاعھا۔	عبد اللہ بن مسعود سے ایک شخص کا تذکرہ ہوا کہ فلاں شخص بہت صلاۃ ادا کیا کرتا ہے۔ ابن مسعود نے کہا صلاۃ اس کو نفع دیتی ہے جو صلاۃ کی اطاعت کرے۔
من لم تامرہ صلاتہ بالمعروف و تنھہ عن المنکر لم یزدد بھا من اللہ الا بعداً	نیکی کرنے اور برائی سے روکنے کے لیے جس کی صلاۃ حکم نہ دیتی ہو تو ایسی صلاۃ نے اللہ سے اور دوری بڑھائی
لا صلاۃ لمن لم یطع الصلاۃ وطاعۃ الصلاۃ ان تنھی عن الفحشاء والمنکر۔	جو صلاۃ کی اطاعت نہ کرے اس کی صلاۃ صلاۃ ہی نہیں۔ صلاۃ کی اطاعت یہ ہے کہ وہ انسان کو بداخلاقی اور برائی سے روکے۔
قال قیل لسفیان	سفیان ثوری سے پوچھا کہ
قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ؟ قال فقال سفیان؟ ای واللہ. تامرہٗ وتنھاہٗ	قرآن کریم کی اس آیت سے کیا مراد ہے کہ کفار نے کہا، اے شعیب! کیا تیری صلاۃ تجھے حکم دیتی ہے؟

سفیان نے جواب دیا، ہاں، خدا کی قسم صلاۃ حکم بھی دیتی ہے اور منع بھی کرتی ہے۔

من صلی صلاۃ لم تنھہ عن الفحشاء والمنکر لم یزدد بھا من اللہ الا بُعدًا۔ — جس نے صلاۃ ادا کی مگر اس صلاۃ نے بداخلاقی اور بُرائی سے اس کو باز نہ رکھا تو جناب الٰہی سے قرب و تعلق کی جگہ اس کا اور فاصلہ بڑھ گیا۔

من لم تنھہ صلاتہ عن الفحشاء والمنکر فانہ لا یزداد من اللہ بذلک الا بعدًا۔ — جس کی صلاۃ اس کو بداخلاقی اور برائی سے مانع نہ ہوی تو بجز اس کے کہ اس صلاۃ کے سبب اللہ سے اس کی دوری بڑھ جائے، اور کوئی فائدہ نہیں۔

معراج مومن صلاۃ انسان کی زندگی کو پاک کرنے والی، شریفانہ سیرۃ بنانے والی، تہذیب نفس و تربیت ضمیر کی روح بڑھانے والی چیز ہے۔ یہی سبب ہے کہ اسلام نے ادائے صلاۃ پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور ہر جگہ اس کی اہمیت پر دنیا کو توجہ دلائی ہے، کسی قوم یا کسی فرد کی کامیاب زندگی کے لیے ان باتوں کی جیسی کچھ ضرورت ہے ظاہر ہے، قدرت نے مسلمانوں کو تمام دنیا پر حکومت کرنے اور ہر قسم کی روحانی و مادی ترقیات کا مجموعہ بنانے کے لیے پیدا کیا تھا۔ ترقی کا سب سے بڑا اور سب سے موثر ذریعہ سیرت اور کامل زندگی ہے، اور اس کی بہترین محرک صلاۃ ہے۔

جس صلاۃ کو تم ایک رسمی چیز سمجھ رہے ہو عہد قدیم کا ایک بیکار و بے سود رواج مانتے ہو، جس کے ادا کرنے میں تمہیں کیا کیا موانع پیش نہیں آتے، جسے پڑھتے بھی ہو تو:

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر

کا حال ہوتا ہے، وہی صلاۃ ایسی چیز تھی کہ اگر اس کی حقیقت پر تمہیں عبور ہوتا تو اس وقت تمہاری حالت بدلی ہوئی نظر آتی، اور تم یوں مقہور و مغلوب نہ ہوتے۔ کیوں کہ تم میں سے ہر فرد ایک ایسا اعلیٰ اور مکمل اخلاقی نمونہ رکھتا جو دنیا میں صرف عزت و عظمت، ہیبت و جبروت، حکومت و فرمانروائی اور طاقت و طاقت فرمائی ہی کے لیے ہے۔

کہ کار من چنیں بودے ازیناں بودے

غور کرو جو صلاۃ تم ادا کرتے ہو کیا یہ وہی صلاۃ ہے جس کی نسبت حضرت فاروق اعظم نے ایک بے خودانہ لہجے میں فرمایا تھا: لاحظ فی الحیاۃ و قد عجزت من اقامۃ الصلوٰۃ۔ (اداے صلاۃ ہی کی استطاعت نہ رہی تو پھر زندگی میں کیا لطف رہا؟)

(۸)

صلاۃ وسطی | ایک خاص صلاۃ کی تحقیق بھی اسی ذیل میں ضروری ہے جس کی تعیین و تحدید کا سوال ایک نہایت معرکۃ الارا بحث بن گیا ہے، اور جس نے اصل صلاۃ کے متعلق عجیب عجیب مباحث پیدا کردیے ہیں یعنی صلاۃ وسطی جس کے لیے قرآن کریم نے خاص طور پر تاکید کی ہے:

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلوٰةِ الْوُسْطٰى — محافظت کرو صلاۃ کی اور علی الخصوص صلاۃ وسطی کی۔

یہ کونسی نماز ہے | صلاۃ وسطی کس صلاۃ کا نام ہے؟ علمائے تفسیر و حدیث کے متعدد قول اس باب میں ہیں۔

عصر | صلاۃ وسطی عصر کی صلاۃ ہے، اس کی تائید میں ۶۹ حدیثیں مروی ہیں جن میں ایک خاص حدیث واقعہ احزاب کے متعلق ہے اور بقول حافظ ابو جعفر یہی حدیث تخصیص عصر کی علۃ العلل ہے۔

شغل المشرکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صلاۃ العصر حتی اصفرت او احمرت فقال شغلونا عن الصلاۃ الوسطی ملأ اللہ اجوافھم و قبورھم نارا — مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ میں اتنا مشغول کرلیا کہ صلاۃ عصر ادا کرنے کی مہلت نہ ملی حتی کہ آفتاب کا رنگ زرد یا سرخ ہوگیا (یعنی غروب آفتاب کا وقت آگیا) اس حالت میں آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا: اللہ ان کے سینے اور ان کی قبریں آگ سے بھر دے، انہوں نے ہم کو صلاۃ وسطی سے روک رکھا۔

ظہر | صلاۃ وسطی ظہر کی صلاۃ ہے، اس کی تائید میں ۲۶ حدیثیں مروی ہیں جن میں

تخصیص ظہر کی علت العلل دو حدیثیں ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى الظهر بالهاجرة ولم يكن يصلى صلاة اشد على اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم منها، قال: فنزلت حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى، وقال ان قبلها صلاتين وبعدها صلاتين۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ ظہر دوپہر ڈھلتے ہی ادا فرماتے تھے، آپ جتنی نمازیں ادا فرماتے تھے اُن میں اس سے زیادہ اور کوئی صلاۃ صحابہ پر گراں نہ تھی، اسی بنا پر یہ آیت اتری کہ نمازوں کی اور نماز وسطیٰ کی محافظت کرو، راوی حدیث (زید بن ثابت) نے اسکے وسطیٰ ہونے کی یوں بھی توجیہ کی ہے کہ ظہر سے قبل و بعد دو دو نمازیں ہیں، پس ظہر وسط میں ہے۔

عشاء | صلاۃ وسطیٰ صلاۃ عشار ہے۔ اس کی تائید میں خصوصیت کے ساتھ اس حدیث سے مدد لی جاتی ہے:

عن عثمان بن عفان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى العشاء الآخرة في جماعة كان كقيام نصف ليلة

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے صلاۃ عشا جماعت کے ساتھ ادا کی اس کی صلاۃ نصف شب تک کی عبادت سمجھی جائے گی۔

از روئے عقل اس کے وسطیٰ (درمیانی) ہونے کی یہ علت بھی بیان کی جاتی ہے۔

انما توسط بين صلاتين تقصران: المغرب والصبح (غرائب القرآن، ج ۲، ص ۳۶۵)

صلاۃ عشا، مغرب و فجر کی دونوں چھوٹی چھوٹی نمازوں کے مابین متوسط درجہ کی صلاۃ ہے۔

فجر | صلاۃ وسطیٰ صلاۃ فجر ہے۔ اس کی تائید میں ۲ حدیثیں مذکور ہیں، جن میں سے ایک خاص حدیث یہ ہے:

عن ابن عباس انه صلی صلاۃ الغداۃ فی مسجد البصرۃ فقنت قبل الرکوع وقال: ھذہ الصلاۃ الوسطی التی ذکرھا اللہ حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ وقوموا للہ قانتین۔

بصرہ کی مسجد میں عبد اللہ بن عباس نے صبح کی نماز ادا کی جس میں رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھی اور فرمایا کہ صلاۃ وسطیٰ یہی ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے تذکرہ کیا ہے کہ نمازوں کی اور نماز وسطیٰ کی محافظت کرو اور اللہ کے لیے قنوت کرتے ہوئے کھڑے رہو۔

حافظ ابن جریر لکھتے ہیں:-

وعلۃ من قال ھذہ المقالۃ ان اللہ تعالیٰ ذکرہ قال:- حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ وقوموا للہ قانتین۔ قال فلا صلاۃ مکتوبۃ من الصلوات الخمس فیھا قنوت سوی صلاۃ الصبح فعلم بذلک انھا ھی دون غیرھا (ج ۲ ص ۳۵۰)

جن لوگوں کا قول ہے کہ صلاۃ وسطیٰ فجر کی نماز ہے وہ اس بنا پر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "نمازوں اور نماز وسطیٰ کی حفاظت کرو" اور "اللہ کے لیے قنوت کرتے ہوئے کھڑے رہو"۔ پس وہ کھڑے ہونے کے معنی عبادت کرنے اور قنوت کرنے کا مطلب نماز میں دعائے قنوت پڑھنا سمجھتے ہیں اور صلاۃ پنج گانہ میں صلاۃ فجر کے علاوہ کوئی ایسی صلاۃ نہیں جس میں دعائے قنوت پڑھی جاتی ہو لہذا معلوم ہوا کہ صلاۃ وسطیٰ جس کے ساتھ قنوت کی شرط ہے فجر ہی کی نماز ہے کوئی اور نماز نہیں۔

پانچ میں ایک | (د) صلاۃ وسطیٰ یہ تو معلوم نہیں کہ کون سی صلاۃ ہے مگر ہے انہی پانچوں نمازوں میں سے کوئی ایک، اس کی تائید میں تین حدیثیں روایت کی گئی ہیں، جن میں دو یہ ہیں:

کنا عند نافع ومعنا رجاء بن حیاۃ، فقال لنا رجاء سلوا نافعا عن الصلوٰۃ الوسطیٰ فسألناہ، فقال قد

ہم لوگ نافع کے پاس بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ رجاء بن حیاۃ بھی تھے۔ رجاء نے کہا کہ نافع سے پوچھو کہ صلاۃ وسطیٰ کون سی صلاۃ ہے؟ چنانچہ ہم نے ان

سأل عنها عبدالله بن عمر رجل فقال هي فيهن فحافظوا عليهن كلهن

سے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ عبداللہ بن عمر سے بھی ایک شخص نے یہی سوال کیا تھا، جواب میں ابن عمر نے فرمایا کہ انہی پانچ نمازوں میں ایک نماز یہ بھی ہے، پس تم سب کی محافظت کرو۔

دوسری حدیث میں ہے:

عن ابی قطیعه قال فسألت الربیع بن خثیم عن الصلوٰة الوسطیٰ، قال: أرأیت ان علمتها وکنت محافظا علیها وضیعت سائرهن؟ قلت لا، فقال فانك ان حافظت علیهن فقد حافظت علیها

ابو قطیعہ کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بن خثیم سے صلاۃ وسطیٰ کی نسبت دریافت کیا۔ انہوں نے کہا اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو کیا صرف اسی ایک نماز کی محافظت کرو گے اور بقیہ نمازیں چھوڑ دو گے؟ میں نے کہا نہیں، اس پر انہوں نے فرمایا کہ اگر تم نے ان سب نمازوں کی محافظت کی تو اس کی محافظت بھی کر لی۔

پنجگانہ

صلاۃ وسطیٰ ان پانچوں صلاتوں کے مجموعہ ہی کا نام ہے اس کی تائید میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے:-

ان الوسطیٰ مجموع الصلوٰت الخمس، فان الایمان بضع وسبعون درجة اعلاها شهادة ان لا اله الا الله وادناها اماطة الاذی عن الطریق والصلوٰت المکتوبة واسطة بین الطرفین۔

(غرائب القرآن ج ۲ ص ۲۹۳)

حقیقت میں نماز وسطیٰ سے مراد اوقات پنجگانہ کی نمازوں کا مجموعہ ہے، اس لیے کہ حسب روایت صحیحہ ایمان کے کچھ اوپر ستر درجے ہیں جن میں اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی معبود کے نہ ہونے کی شہادت دی جائے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ راستے سے اذیت کی چیزیں ہٹا دی جائیں فرض نمازوں کا درجہ ان دونوں کے درمیان ہے اور یہ ان دونوں کناروں کے لیے باہم ملنے کی جگہ ہے یہی وسط ہے۔

(۹)

وسطیٰ کے معنی | صلاۃ وسطیٰ میں لفظ وسطیٰ کے معنی کیا ہیں ؟ علمائے لغت و محققین ادبیات کا بیان ہے

الوسطیٰ تانیث الاوسط و اوسط الشئ ووسطہ خیارہ، ومنہ قولہ تعالیٰ وکذٰلک جعلنا کم امۃ وسطاً۔ وسط فلان القوم یسطھم ای صار فی وسطھم ولیست من الوسط الذی معناہ متوسطۃ بین شیئین لان فعلیٰ معناھا التفضیل لاما یقبل الزیادۃ والنقص والوسط بمعنی العدل والخیار یقبلھا بخلاف التوسط بین الشیئین فانہ لایقبلھا فلا یبنی منہ افعل التفضیل۔ (فتح البیان ج ۱، ص ۳۱۵)

وسطیٰ لفظ اوسط کا صیغۂ مونث ہے محاورے میں کہتے ہیں اوسط الشئ ووسط الشئ (کسی شے کا اوسط اور اس کا وسط) اور اس سے مراد لیتے ہیں خیار الشئ (بہترین چیز) اوسط وسط سے تو مشتق ہے مگر اس وسط سے مشتق نہیں ہے جس کے معنی دو چیزوں کے درمیانی حصے کے آتے ہیں۔ اس لیے کہ فعلیٰ جس کے وزن پر "وسطیٰ" کا لفظ ہے اس کے معنی تفضیل یعنی زیادتی کے ہیں اور تفضیل کے لیے وہی لفظ لائیں گے جو زیادتی و کمی دونوں حیثیتوں کو قبول کر سکتا ہو، وسط جس کے معنی معتدل اور بہتر کے ہیں، ان دونوں (یعنی زیادتی وکمی) کی قابلیت رکھتا ہے (یعنی بصورت زیادتی اعتدال بہتری اور بحالت نقص بے اعتدالی و بدتری کی گنجائش بھی اس میں نکل سکتی ہے) بخلاف اس توسط کے جس سے دو چیزوں کا درمیانی حصہ مراد ہو کیوں کہ اس میں دوسرا پہلو آ سکتا ہی نہیں لہذا صیغۂ افعل التفضیل اس سے بہرنہیں بنا سکتے

یعنی جن روایتوں کی بنا پر صلاۃ وسطیٰ کے لیے اوقات پنج گانہ میں سے کسی ایسی صلاۃ کی تحدید کی جاتی ہے جو تمام نمازوں کے درمیان واقع ہو، یہ تخیل ہی تخیل ہے۔ وسطیٰ کے یہ معنی ہی نہیں ہیں۔ اس تحقیق کی تائید میں کہا گیا ہے کہ واو العطف تقتضی المغایرۃ (واو عطف کا

اقتضا یہ ہے کہ معطوف و معطوف علیہ دونوں دو علیحدہ چیزیں ہیں، پس حافظوا علی الصلوات والصلاۃ الوسطیٰ میں واو عطف موجود ہے، لہٰذا صلوٰۃ سے جو نمازیں مراد ہیں، ان کی ذیل میں صلاۃ وسطیٰ کیوں کر آسکتی ہے؟ لامحالہ اسے کوئی دوسری نماز فرض کرنا پڑے گا۔

یہ شبہہ اگر صحیح ہے تو وہ روایتیں جو اوقات پنجگانہ کی نمازوں میں سے کسی ایک نماز کو وسطیٰ شمار رہی ہیں، یقیناً غلط ماننی پڑیں گی صلاۃ وسطیٰ کو فرائض خمسہ کے علاوہ ایک دوسری صلاۃ ماننا ہوگا اور تحقیق و بحث کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔

لیکن اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ہر واو کو واو عطف مان لینا ہی غلط ہے واؤ کی ایک قسم واو زائد بھی ہے جس کی متعدد مثالیں خود قرآن کریم میں موجود ہیں، مثلاً۔ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ۔ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ۔ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۔

خود عطف میں بھی جہاں ایک قسم عطفِ وصفی کی ہے جس میں معطوف و معطوف علیہ میں مغایرت ضروری ہے، وہاں ایک دوسری قسم عطفِ ذاتی کی بھی ہے جسے اس تفریق سے کچھ سروکار نہیں آیتوں میں عطفِ ذاتی کی بکثرت نظیریں وارد ہیں، مثلاً وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى، الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى، وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى۔

ان مثالوں میں کوئی ایک بھی ایسی نہیں ہے جسے مغائرت کے ثبوت میں پیش کرسکیں۔ یہ سب عدم مغائرت کے لیے ہیں۔

عرب کا ایک قدیم شعر ہے۔

الی الملک القرم وابن الھمام ولیث الکتیبۃ فی المزدحم

یہاں کہیں بھی مغائرت نہیں ہے ۔
ابن ابی داؤد ایادی کے مشہور قصیدہ میں ہے:

سلط الموت والمنون علیھم فلھم فی صدی المقابر ھام

موت اور منون کے درمیان واو عطف سے تفریق کی ہے لیکن معنی دونوں کے ایک ہیں۔
ارض حیرہ کا نامور شاعر اور نعمان بن منذر کا سرپرست عدی بن زید عبادی ایک قصیدے میں کہتا ہے:

فقدمت الادیم لراھشیہ فالفی قولھا کذباً ومینا

"کذب" اور مین دونوں ایک ہی چیزیں ہیں۔
فارسی میں بھی یہی قاعدہ ہے، فردوسی کا شعر ہے:۔

وراز جوے خلاش بہنگام آب بہ بیخ انگبین ریزی وشہد ناب

انگبیں اور شہد دونوں دو چیزیں نہیں ہیں۔

سیبویہ کا قول ہے۔

یجوز قول القائل مررت باخیک وصاحبک، ویکون الصاحب ھو الاخ نفسہٗ	یہ کہنا جائز و درست ہے کہ میں تیرے بھائی اور تیرے رفیق کے پاس سے گذرا، خواہ جس کو رفیق کہا گیا ہو وہی بھائی ہو، یعنی دونوں ایک ہوں، دو نہوں۔

(۱۰)

قنوت کے کیا معنی ہیں؟ اس مسئلہ میں بھی متعدد اقوال ہیں۔
سکوت | قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ میں قنوت کے معنی سکوت وخاموشی کے ہیں، اس باب میں ۹ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:

عن ابن مسعود، قال: كنا نقوم في الصلاة فنتكلم ويسأل الرجل صاحبه عن حاجته ويخبره ويردون عليه اذا سلم، حتى اتيت انا فسلمت فلم يردوا علي السلام فاشتد ذلك علي، فلما قضى النبي صلى الله عليه وسلم قال: انه لم يمنعني ان ارد عليك السلام الا انا امرنا ان نقوم قانتين لا نتكلم في الصلاة، والقنوت السكوت

ہم لوگ صلاۃ میں باتیں کیا کرتے تھے، لوگ اپنے ساتھی سے اپنی حاجت کے متعلق سوال کرتے اور وہ انھیں جواب دیتا، اور سلام کرنے والے کو اسکے سلام کا جواب دیا جاتا۔ یہی کیفیت روزمرہ تھی کہ ایک مرتبہ میں حاضر ہوا، نماز ہو رہی تھی، میں نے سلام کیا، جواب نہ ملا، مجھ پر یہ واقعہ بہت ہی گراں گزرا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا: جواب سلام سے مجھے صرف اس بات نے روکا کہ ہمیں حکم ہوا ہے کہ قنوت کے ساتھ عبادت کریں، صلاۃ میں نہ بولیں" پس قنوت کے معنی خاموشی کے ہیں۔

خشوع قنوت کے معنی خشوع وخضوع کے ہیں۔ اس باب میں پانچ حدیثیں مروی ہیں جن میں ایک یہ ہے

ان من القنوت الخشوع وطول الركوع وغض البصر وخفض الجناح من هيبة الله كان العلماء اذا قام احدهم يصلي يهاب الرحمان ان يلتفت او ان يقلب الحصى او يعبث بشيء او يحدث نفسه بشيء من امر الدنيا الا ناسيا

قنوت کے ذیل میں خشوع، طول رکوع، نظر نیچی رکھنی، اللہ کے خوف سے متواضع رہنا، یہ سب باتیں داخل ہیں۔ علمائے صحابہ کی عادت تھی کہ جب ان میں کوئی نماز پڑھنے اٹھتا تو اللہ کی اتنی ہیبت اس پر چھا جاتی کہ نہ ادھر ادھر التفات کرتا نہ کنکریاں الٹتا پلٹتا نہ کوئی بیکار شغل کرتا نہ دنیا کی کسی بات کو جی میں لاتا اور اگر لاتا تو بھولے سے لاتا۔

دعائے قنوت | قنوت سے مراد دعائے قنوت ہے۔ اس کی تائید میں ابن عباس کی روایت پہلے نقل ہو چکی ہے۔

اطاعت | قنوت کے معنی اطاعت کے ہیں۔ اس باب میں ۲۴ حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے اکثر کے راوی ثقہ ہیں، اور ادبیات عرب سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، حافظ ابن جریر لکھتے ہیں

اولی هذه الاقوال بالصواب فی تاویله مطیعین، وذلک ان اصل القنوت الطاعة، وقد تکون الطاعة لله فی الصلوٰة بالسکوت عما نهی الله من الکلام فیها، ولذلک وجه من وجه تاویل القنوت فی هذا الموضع الی السکوت فی الصلوٰة احد المعانی التی فرضها الله علی عباده فیها الا عن قرأة قرآن او ذکر له بما هو اهله..... وقد تکون الطاعة لله فیها بالخشوع وخفض الجناح واطالة القیام وبالدعا لان کلا غیر خارج من احد معنیین من ان یکون مما امر به المصلی او مما ندب الیه والعبد بکل ذلک لله مطیع وهو لربه فیه

"اللہ کے لیے قنوت کرتے ہوئے عبادت کرو" اس کی تفسیر میں جو اقوال مذکور ہیں ان میں سے زیادہ درست اور بہتر یہ تاویل ہے کہ قنوت کرنے سے کے معنی اطاعت کرنے کے ہیں۔ سبب یہ ہے کہ قنوت اصل لغت میں اطاعت و فرمانبرداری ہی کے لیے موضوع ہے، صلاۃ میں اللہ کی اطاعت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ خاموش رہے، جن باتوں میں اللہ نے گفتگو کرنے کی ممانعت کی ہے ان میں کلام نہ کرے، آیت میں جو لوگ قنوت کے معنی سکوت لیتے ہیں اس تاویل کی ایک شکل وہ بھی ہے۔ اللہ نے بحالت صلاۃ بندوں پر سکوت بھی فرض ٹھیرایا ہے۔۔ البتہ قراءت قرآن یا وہ اذکار جو اللہ کے شایان شان ہیں اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں..... صلاۃ میں اطاعت الٰہی کی ایک دوسری صورت خشوع و خضوع و طول و قیام و دعا بھی ہے۔ یہ تمام چیزیں دو باتوں سے

قانتین: القنوت اصله الطاعة لله ثم يستعمل فی کل ما اطاع الله العبد... فتاویل الآیة اذا حافظوا علی الصلوات والصلاة الوسطی وقوموا لله فیها مطیعین ..... غیر عاصین لله فیها بتضییع حدودها والتفریط فی الواجب علیکم فیها فی غیرها من فرائض الله (ج ۲، ص ۳۵۴)

خالی نہیں۔ یا تو مصلی کو اس کا حکم ملا ہے یا اس کو مستحب ٹھیرایا گیا ہے، دونوں حالتوں کی اطاعت میں بندہ اللہ کی اطاعت اور قنوت کرنے والا سمجھا جائیگا۔ قنوت کی حقیقت بھی اللہ کی اطاعت ہے بعد کو ان تمام اشکال کو بھی قنوت کہنے لگے جن کے ذریعے اللہ کی اطاعت کی جائے...... اس صورت میں آیت کی تفسیر یہ ہوئی کہ نمازوں کی اور نماز وسطی کی حفاظت کرو اور ان عبادتوں میں اللہ کی اطاعت کیا کرو...... حدود و طاعت کو تلف کرکے نافرمان نہ ہو نمازوں میں اور دوسرے فرائض و واجبات میں جو امور اللہ نے تم پر لازم ٹھیرائے ہیں ان میں کمی نہ ہونے دو۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

وعن مجاهد قال من القنوت الرکوع والخشوع وطول القیام وغض البصر وخفض الجناح والرهبة لله۔ (۱۳۸)

مجاہد سے روایت ہے کہ آیت میں قنوت سے مراد رکوع بھی ہے، خشوع بھی ہے، طول قیام بھی ہے، چشم پوشی اور نیچی نظر رکھنا بھی ہے، تواضع بھی ہے، اور خوف خدا بھی۔

پھر قنوت کے معنی میں سکوت کو ترجیح دی ہے اور یہ بھی تشریح کی ہے کہ نماز میں سکوت عن کلام الناس مقصود ہے، مطلق سکوت مقصود نہیں لان الصلوٰۃ لا صمت فیها بل جمیعها قرآن وذکر (نماز میں خاموشی کیسی؟ اس میں تو تمام تر قرآن ہی قرآن ہے اللہ ہی کی یاد ہے)

(۱۱)

مہمات صلوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ صلاۃ میں سب سے بڑی مہم اطمینان قلب و حضور نفس و خشوع طبیعت و خضوع جوارح ہے کہ انسان اپنے تمام اعضاء اور تمام قوی و جذبات سے اللہ کی جانب متوجہ ہوجائے اور یہ

اغراض کے لیے صلاۃ کی تاکید کی گئی ہے ان کو نہایت مکمل طریق پر بجا لائے، حدیث میں ہے:

خمس صلوٰت افترضهن الله تعالیٰ من احسن وضوءهن وصلاهن لوقتهن و اتم ركوعهن وخشوعهن كان له على الله عهد ان يغفرله ومن لم يفعل فليس له على الله عهد ان شاء عذبه۔

اللہ نے پانچ نمازیں فرض ٹھیرائی ہیں، جس نے اچھی طرح وضو کیا، وقت پر نماز پڑھی اور کامل طریق پر رکوع وخشوع کے حقوق سے ادا ہوا تو اللہ کا وعدہ ہے کہ ضرور اس کی مغفرت ہوگی لیکن جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی وعدہ نہیں، چاہے اللہ اس کو بخش دے اور چاہے عذاب میں ڈالے۔

تکمیل صلاۃ | یہی وہ صلاۃ ہے جسے کامل طریق پر ادا نہوتے دیکھکر ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوکتے رہے۔ اس نے کئی مرتبہ نماز پڑھی مگر ہر مرتبہ آنحضرت علیہ السلام نے یہی ارشاد فرمایا: قم فصل فانك لم تصل (اٹھو اور پھر نماز پڑھو، اس لیے کہ جو نماز تم نے پڑھی ہے وہ نماز ہی نہ تھی ـــ رواہ البخاری ومسلم عن ابی هريرة. قال: ان رجلا دخل المسجد ورسول الله صلى الله عليه وسلم جالس...)

حد تکمیل | وہ نماز جو انسان میں ایک ذرہ برابر اشراق و نورانیت نہ پیدا کرسکے، وہ خواہ کسی وقت کی نماز ہو۔ مگر اس میں صلاۃ وسطیٰ کا درجہ کیونکر آسکتا ہے؟ روزمرہ جو نمازیں فرض ہیں یہی صلاۃ وسطیٰ بھی ہیں بشرطیکہ ہر ایک شرط کی تکمیل پر نظر ہو، صلاۃ کے اغراض و مقاصد ان سے حاصل ہوسکیں، قلب میں طہارت پیدا ہو، قلوب میں نورانیت کا ظہور ہو، روحانیت بڑھے، نفس میں تہذیب کے خصائل بلند ہوں، اور انسان اس قابل ہوسکے کہ جب نماز پڑھے تو ملکوت السموٰت والارض کے اسرار اس پر افشا ہوجائیں: لو كشف الغطاء لما ازددت يقينا (قدرت کے تمام پردے اگر کھل جائیں جب بھی میرا یقین اس درجہ بلند ہے کہ اس میں کوئی اضافہ نہ ہوسکے گا)۔ علمائے حقیقت لکھتے ہیں:

القلب هو الذی فی وسط الانسان بین الروح والجسد فکانه قیل: حافظوا علیٰ صورة الصلوٰت بشرائطها حافظوا علیٰ معانی الصلوات بحقائقها بدوام شهود القلب للرب صلاة وبعدها (نیسابوری ج ۲، ص ۳٦۵)

قلب وہ چیز ہے جو شرف مرتبت و شرف محل، ہر حیثیت سے انسان کے وسط جسم میں واقع ہے یہ روح اور جسم میں ٹھیک درمیان کی حالت رکھتا ہے، گویا صلاۃ وسطیٰ کی محافظت کا حکم دیتے ہوئے یہ کہا گیا کہ صورت صلاۃ کی محافظت کرو شرائط صلوٰۃ کی محافظت کرو، معانی و اغراض صلاۃ کی محافظت کرو حقیقت و حکمت صلاۃ کی محافظت کرو، اور یہ محافظت اس طرح کرو کہ صلاۃ میں اور صلاۃ کے بعد ہر حالت میں قلب کو بطریق دوام و استمرار پروردگار عالم کا شہود حاصل رہے۔

صلاۃ وسطیٰ وہی نماز ہوگی جو فضل و شرف میں سب پر فائق ہو ایسی نماز جو دینی و دنیوی ہر قسم کی ترقیوں کی بہترین تحریک اپنے اندر رکھتی ہو اس کی فضیلت میں کیا کلام ہوسکتا ہے، یہی نمازیں ہیں جن کو قرآن کریم کی اصطلاح میں وسطیٰ کا لقب دیا گیا اور ان کی محافظت کی تاکید کی گئی تاکہ انسان اس طریق پر زمانہ بھر کی نعمتوں اور برکتوں کا احاطہ کرسکے، اس کے تفوق کی سارے عالم پر حکومت ہو

(۱۲)

اس تمام مذکور کا احصل یہ ہے:-

۱۔ صلاۃ و اجزائے صلاۃ سے محض خشوع و خضوع و طہارتِ نفس مقصود ہے۔

۲۔ صلاۃ وہی ہے جو اپنے اندر معنویت رکھتی ہو ایسی صلاۃ سے انسان کی ہر مشکل آسان ہوسکتی ہے۔

۳۔ صلاۃ کا مفاد یہ ہے کہ فواحش و منکرات سے روکے اور انسان کی زندگی کو پاک اور

ستھرا بنانا ہے۔

۴۔ مواظبت صلاۃ سے انسان درست ہوتا ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں تقرب بڑھتا ہے اور اس درجہ بڑھتا ہے کہ دنیا کی تمام جھوٹی ہستیاں ہیچ نظر آنے لگتی ہیں۔

۵۔ وہ صلاۃ جو ان اوصاف کی جامع ہو، شریعت کی اصطلاح میں وہی صلاۃ وسطیٰ ہے۔ حدیثوں پر تدبر کرو جب کسی صلاۃ کا وقت نہ رہا تو یہی شکایت ہوئی کہ صلاۃ وسطیٰ جاتی رہی، یعنی اب وقت میں اتنی گنجائش باقی نہیں کہ تمام حدود و شرائط کے ساتھ یہ صلاۃ ادا کی جا سکے جس صلاۃ میں کوئی شان فضیلت دیکھی اسی کو وسطیٰ سمجھ لیا کہ تعمیم صلاۃ میں تخصیص فضیلت صلاۃ وسطیٰ ہی کے لیے ہے۔

۶۔ صلاۃ وسطیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ معتدل ہو، اس لیے مغرب و ظہر و عشاء وغیرہ نمازوں کو وسطیٰ کہنے لگے تھے۔

۷۔ صلاۃ وسطیٰ کے لیے دعائے قنوت مشروط نہیں ہے، قنوت البتہ مشروط ہے جس کے معنی خضوع و سکوت کے ہیں۔

۸۔ صلاۃ وسطیٰ کے لیے وسط میں ہونا ضروری ہے کہ افراط و تفریط نہ ہونے پائے (یعنی اول وقت اور آخر وقت کے درمیان متوسط وقت میں پڑھی جائے) تمام نمازوں کے وسط میں ہونا ضروری نہیں، اور نہ یہ ضروری ہے کہ اوقات خمسہ کے علاوہ یہ کوئی مستقل اور جداگانہ صلاۃ ہو،

۹۔ صلاۃ وسطیٰ کی محافظت لازم ہے، نہ اس لیے کہ ایک رسم پوری ہو بلکہ اس لیے کہ ان میں مواظبت صلاۃ سے وہ خصوصیت پیدا ہو کہ سارے جہان کو چھا لے اور ہر جگہ اسی کی حکومت ہو۔

بیک سجود سماوات را کند تسخیر ۔۔۔ بدیں مثابہ حضور نماز میخواہم

(۱۴)

حدیثیں مقدس ہیں، اجتہاد صحابہ محترم ہے، تعامل سلف صالح مطاع ہے، اور احداث فی الدین

بہرحال بدعت ہے، اعاذنا اللہ منہا۔ صلاۃ وسطیٰ کی تفسیر میں جو احادیث و آثار ہیں وہ سب ناقابلِ انکار ہیں مگر انھیں میں ایک وہ مذہب بھی ہے جس کی تحقیق ابھی آپ سن چکے، جامع صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانی، باب حافظوا علی الصلاتِ والصلوٰۃ الوسطیٰ کی تشریح فرماتے ہیں کہ الوسطیٰ هي تانيث الاوسط والاوسط الاعدل من كل شيء (ج ۸۔ ص ۱۳۴، طبع خیریۃ مصر ۱۳۲۵)

حافظ دمیاطی نے اپنی مشہور تالیف کشف الغطاء عن الصلاۃ الوسطیٰ میں صلاۃ وسطیٰ کے متعلق انیس مذاہب بیان کئے ہیں ص ۱۳۵ جن میں پانچویں مذہب کے متعلق لکھتے ہیں:۔

هو اخر ما صححه ابن ابي حاتم اخرجه ايضاً باسناد حسن عن نافع قال سئل ابن عمر فقال هي كلهن فحافظوا عليهن وبه قال معاذ بن جبل واحتج له بان قوله حافظوا على الصلوٰة يتناول الفرايض والنوافل فعطف عليه الوسطى واريد بها كل الفرايض تأكيداً لها، واختار هذا القول ابن عبد البر (ص ۱۳۶)

یعنی وہ مذہب ہے جس کی تصحیح ابن ابی حاتم نے سب کے آخر میں کی ہے اور باصطلاح محدثین اسنادِ حسن کے ساتھ نافع سے روایت کی ہے کہ عبداللہؓ بن عمرؓ سے صلاۃ وسطیٰ کی نسبت دریافت کیا گیا انھوں نے جواب دیا کہ پانچوں فریضے وسطیٰ ہیں، ان سب کی حفاظت کرو، معاذؓ بن جبلؓ کا بھی یہی قول ہے ابن ابی حاتم نے استدلال کیا ہے کہ "نمازوں کی حفاظت کرو" یہ فرائض و نوافل سب پر شامل ہے۔ وسطیٰ اس پر معطوف ہے جس سے تمام فرائض مراد ہیں۔ اور یہ تاکید کے لئے ہے۔ حافظ ابن عبد البرؒ بھی اسی کو قول مختار کہتے ہیں۔

آخر میں یہ بھی عرض کرنا ہے کہ حفظ صلاۃ کی تاکید میں حفظ سے مراد تفقدٌ و تعہد و رعایت حدود و مراعاتِ اوقات و ارکان قیام علیٰ غایت ما یکون ہے۔